بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

تشحیذ الاذہان

جلد ۱۴ نمبر ۹

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۹ء مطابق ذی الحجۃ ۱۳۳۷ھ

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ غیر ممالک سے ہے طلباء سے عہ

باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور عبد السلام پبلشر نے شائع کیا

تشحیذ کی اپیل کا جواب

جناب ناظر صاحب تالیف و اشاعت نے امانت تشحیذ کے لئے اپیل کی تھی۔ کہ ایک ہزار روپیہ قرض ادا کرنے اور فنڈ کے استحکام کے لئے چاہیئے۔ اور پانچسو خریدار مزید تا رسالہ کا خرچ آمد کے برابر ہو سکے۔ اس کے جواب میں جن احباب نے توجہ فرمائی ہے ان کے نام نامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) لطف الرحمن صاحب کلکتہ عمہ / (۲) سیٹھ عبداللہ دین صاحب سکندرآباد عہ / (۳) جناب تاج دین صاحب لاہور عہ / (۴) جماعت فیروزپور لعہ اور ۴ خریدار (۵) جناب قاسم علی خانصاحب رامپور عہ (۶) جناب میر کلیم اللہ صاحب بلسوار عہ خان بہادر عبد الحق صاحب جیلی بھیت عہ (۸) جناب محمد جان صاحب عمارہ للعہ (۹) جماعت لاہور للعہ (۱۰) ظہور الحسن صاحب مالاکنڈ عہ۔ باقی پانچ چھ احباب نے وعدہ کیا ہے ان کا روپیہ امروز فردا میں پہنچنے والا ہے۔ جناب ذو الفقار علی خانصاحب انسپکٹر آبکاری کو خدا جزا خیر دے ایک مختصر سی جماعت سے جو اتفاقاً بجوز میں ہے عہ اور تین خریدار دئے ہیں۔ دیگر احباب کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کیونکہ ابھی قریباً نوسو روپیہ اور ۴۸۰ خریداروں کی ضرورت ہے اور بغیر سب کی مجموعی اور پر زور کوشش کے یہ کام نہیں سرانجام ہونیکا اور اس وقت تک یہ تحریک بند نہیں ہوگی جب تک یہ رقم اور خریدار پورے ہو جائیں یا خدانخواستہ رسالہ کی بندش کا اعلان

خصوصیات اسلام اسلام کی دس ایسی خصوصیتیں جو دیگر مذاہب پر حجت قویہ ہے۔ فاضل میر محمد اسحٰق صاحب کی لکھی ہوئیں۔ برادر محمد یٰسین صاحب تاجر کتب نے چھاپی ہیں۔ قیمت ۲ر حجم ۴۲ صفحے۔ ضرورت ہے کہ یہ رسالہ عام طور سے غیر مذاہب میں شایع ہو۔

گلدستہ احمدی۔ مولنا غلام رسول صاحب کی سی حرفی ۱۶ صفحے قیمت ار۔ روپیہ کا بیس

اطلاع بخدمت احباب۔ تشحیذ الاذہان کی سب کتابیں مولوی محمد عامل صاحب جاگلپوری کتب فروش قادیان کی تحویل میں ہیں اس پتہ پر منگوائی جایا کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۹ء

کلجگ کے کلگی پوران کی آمد کا مژدہ

یدا یدا ہی دہرمسیہ گلانر بہوتی بھارت
ابھیُتھانم دہرمسیہ تدا تمانم سرجا میہم (گیتا)

میں آج اپنے ہندو بھائیوں کو اس مقدس کلام ربانی کیطرف محبت بھرے دل کے ساتھ پُرزور الفاظ میں توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔ یہ وہ پاک کلام ہے جو آج سے تقریبًا پانچہزار برس پیشتر آریہ ورت (ہندوستان) کے ایک مقدس نبی کے ذریعہ خداوندِ عالمین نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل فرمایا۔ اور اس ایشور بانی کا پرکاش ایسے زمانہ میں ہوا جبکہ ظلمت و جہالت تمام مُلک پر پورے طور سے اپنا قبضہ و اقتدار جمائے ہوئے تھی۔ کفر و نفاق بیدینی و بدچلنی کا زور تھا۔ حرص و ہوا کے پُتلے اپنی مقصد براری کیلئے جائز و ناجائز وسائل عمل میں لاتے ہوئے کسی قسم کا باک نہ رکھتے تھے فسق و فجور کفر و عصیان کا

دریا ہنیں ہنیں بلکہ سمندر ہاں ہاں مہا سمندر ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک طوفان خیز دکھائی دیتا تھا۔ عالم و جاہل۔ خواندہ و ناخواندہ۔ امیر و غریب رعایا اور بادشاہ الغرض سب کے سب ادہرم اور بیدینی کے موجزن مہا ساگر میں غوطہ زن تھے۔ اس حالت کو دیکھ الٰہی غیرت نے جوش مارا اور اس نے اپنے نور کا ایک مظہر بنا کر دُنیا میں بھیجا تا وہ اس ضلالت و جہالت کی ظلمت کو توحید کے روشن براہین سے کافور کرے۔ اور دنیا والوں کو اُس خدائے ذوالجلال والاکرام کا پتہ دے جو اُن کا حقیقی خالق مالک رازق اور معبود برحق ہے۔ تا وہ بے معبودانِ باطلہ سے مُنہ موڑکر اپنے سچے اور حقیقی معبود کے آگے اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کریں اور آخرت میں اعلےٰ انعامات کے وارث ٹھہریں +

میں آپ کو اس پیارے اور مقدس انسان کے نام سے زیادہ دیر تک ناواقف ہنیں رکھنا چاہتا۔ بتلائے دیتا ہوں کہ اس جلیل القدر ہادی کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے۔ سُنو اور غور سے سُنو ہندو ست جُگ سے پہلے ہندوستان کی ظلمت و جہالت کا دور کرنیوالا پیارا موہن کرشن کنہیا تھا +

جو راجہ کنس کی ہمشیرہ کا مولود کہلایا۔ درحقیقت یہی وہ پاک انسان تھا جسکی نظیر ہندوؤں کے کسی دیگر رشی و اوتار میں ہنیں پائی جاتی وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ وہ رُوح القدس کا مہبط تھا۔ ہاں ہاں وہ خدائے برتر لازوال کیطرف سے فتحمند اور با اقبال بھی تھا۔ وہی کرشن ہے جس نے اپنی آمد پر آریہ ورت کی زمین کو جو پاپ اور گُناہوں کی وجہ سے نجس ہو چکی تھی صاف اور پاک کیا۔ یہی وہ کرشن ہے جس نے مظلوم اور ستائے ہوئے بندوں کی دستگیری کی اور اس کی حفاظت و حمایت کا بیڑا اُٹھایا اور تائیدات الٰہیہ کے ساتھ کامیاب و بامُراد مظفر و منصور ہوا۔ یہ وہی خدا کا برگزیدہ بزرگ ہے جسکو ہم حضرت کرشن علیہ السلام اور ہندو بھائی سری کرشن جی مہاراج کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس مہا آتما پر خدا تعالےٰ کی طرف سے وہ کلام نازل کیا گیا جو ہمارے اس مضمون کے زیب عنوان نظر آرہا ہے +

میرے پیارے عزیز بھولے بھٹکے ہندو سجنو! اس نبی کے فرمودہ کو دیکھو صرف دیکھنے ہی پر اکتفا کھٹیک ہنیں بلکہ غور و تدبر اور فکر سے کام لو تا حقیقت کے مغز کو پاؤ۔ ہاں اگر تم میں سے

بعض اس مقدس کلام کو بوجہ سنسکرت زبان نہ جاننے کے سمجھنے سے قاصر ہوں تو ہم تمہاری خاطر اُردو میں ترجمہ کئے دیتے ہیں۔ سری کرشن جی مہاراج اپنی منوہر بانی سے یہ فرماتے ہیں کہ:-

"ہے بھارت جب جب دہرم کی نیستی اور ادھرم (بدینی) کا دور دورہ ہو جاتا ہے تب میں اُتار لیتا ہوں"

دوسرا اشلوک

"نیک لوگوں کی حفاظت اور بدوں کو نیست و نابود کرنے و صراط مستقیم یعنی دین الہی کو قائم کرنے کے لئے ہر ایک یُگ پر میرا اُتار ہوتا ہے" (گیتا چوتھا ادھیائے شبد ۷-۸)

یہی وہ الفاظ ہیں جو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کئے ہوئے مرزکی و مطہر انسان کی زبان فیض ترجمان کے ذریعہ فرمائے اور اپنے بندوں کو خبردار کیا بلکہ بشارت دی اور بتلا دیا کہ جس طرح اس زمانہ میں جبکہ ہر چہار طرف سوائے ظلمت و جہالت کفر و عصیان کے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا ہم نے اپنے بندے کو اپنے کلام اور تائیدات سے مشرف کر کے بھیجا تا یہ ظلمت و عصیان کے بھیانک اور مہلک بادل جو آریہ ورت پر چھائے ہوئے ہیں ان کو دور کر کے دُنیا کو امن و عافیت کی منزل پر لیجائے تا وہ معبودانِ باطلہ سے مُنہ موڑ اپنے سچے اور برحق معبود کے آگے سربسجود ہوتے ہوئے انعامات الہیہ کے وارث ٹھہریں اور اس امر میں ہم نے اسے پورا کامیاب و بامُراد بھی کیا اور ہندوستان پھر جنت نشاں ہو گیا۔ اسی طرح پھر جب کبھی بھی شیطان مردود اپنی حکومت دُنیا میں قائم کرنا چاہے گا تو یہ نہیں ہوگا کہ وہ کامیاب ہو جائے اور میرے بندے اپنے آپ کو ہلاکت و ضلالت گمراہی و بیدینی میں پھنسا ہوا پائیں اور اس جال سے اُن کو رہائی پانی دشوار ہو جائے نہیں نہیں بلکہ پھر بھی ایسے وقت میں میری طرف سے دُنیا میں اوتار آئینگے اور باطل کو ناش کر کے حق کا پرچار کرینگے اور شیطان الرجیم کی بادشاہت پاش پاش کی جائے گی +

پس اے میرے ہندو بھائیو! غور سے کام لو اور سوچو کہ خدا نے آج سے جو پانچہزار برس پہلے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جب ظلمت و جہالت پاپ اور ادھرم پھیل جائینگے تب کرشن جی مہاراج اُتار لیں گے۔ کیا یہ وعدہ برحق تھا یا محض دل بہلاوا +

نہیں نہیں خدا کے کلام کو دل بہلاوا کہنا کفر ہے وہ ذات برحق ہے وہ سچا اُس کے وعدے

بھی پہنچے۔ پس آؤ۔ اب ہم دیکھیں کہ آیا اس زمانہ کی حالت ابھی ایسی ہوئی ہے یا نہیں کہ اُس قدوس انسان کا وجود دُنیا میں موجود ہو اور ہمیں ان گمراہ اور خراب کرنے والی حالتوں سے نکالکر تقویٰ وطہارت کی راہوں پر چلاتا ہوا اُخروی نجات کا وارث بنادے جہاں دُنیا کے مصائب کا شمہ بھر بھی نشان نہیں بلکہ شانتی وشادمانی ہی کا دور دورہ ہے +

پس قبل اس کے کہ ہم ایسے مہاں پرش کا پتہ چلائیں یہ دیکھنا نہایت ہی ضروری ہے کہ کیا پہلی کتب میں اس موعود کے نزول کے متعلق کسی قسم کے نشان بھی بتلائے گئے ہیں یا نہیں چنانچہ جب ہم اس خیال کے ماتحت ورق گردانی کرتے ہیں تو مہابھارت جو ہندو دھرم کی نہایت متبرک کتاب ہے۔ ہمارے اس کام میں پوری امداد اور دستگیری کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ کلگی پُوران جلوہ افروز ہونے والے ہونگے تب اس قسم کے واقعات دُنیا میں موجود ہوجائینگے جس سے اُنکی آمد فوراً معلوم ہوجائیگی اور اُنکے چرنوں میں سیس نوا دیتے میں پھر کوئی جھجھک کوئی روک حائل نہوگی۔ مہابھارت کے بہت سے بتلائے ہوئے نشانات میں سے چند ذیل میں نقل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ ابھی یہ نشان پورے ہوئے ہیں یا نہیں اور اگر ظاہر ہوچکے تو پھر ہمارا پیارا من موہن کلگی اوتار کہاں ہے جسکی آمد آمد کی ہزاروں ہزار برس سے ہمیں اُمیدیں دلائی گئی ہیں۔ مہابھارت کے مصنف مقدس رشی کلجگ کی نشانیاں بتلاتے ہیں +

(۱)

" کلجگ کے دورے میں اندھا دُھند ادھرم (بیدینی) کی عملداری رہتی ہے۔ جھوٹ فریب۔ ہنسا (ایذارسانی) غصہ۔ لالچ وغیرہ کا دَور دورہ ہوتا ہے۔ انسان کو خراب افعال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہوجاتی ہے۔ جپ تپ (عبادت وریاضت) پوجا پاٹھ برت ہون ایسے ایسے تمام نیک کام برہمن (علماء دین) تک چھوڑ بیٹھتے ہیں اوروں کا کیا ذکر۔ خوردنی وناخوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا۔ چھوت پات کو واہیات سمجھتے ہیں۔ کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر رہتا ہے۔ جرأت و بہادری کھو بیٹھتے ہیں۔ سادھوؤں سنتوں کی خدمتگذاری سے کچھ کام نہیں رہتا فکر رہتا ہے تو بس یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے۔ دولت ہی کے فکر میں اندھے

رہتے ہیں۔ شودروں (رذیلوں) کا عروج ہوتا ہے۔ دولت سے مالا مال ہوتے ہیں غلّہ بے مزہ۔ پھل بدذائقہ ہو جاتے ہیں۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے۔ درختوں کی بار آوری کم ہو جاتی ہے گائیوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساک باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں برہم چاری خوب مال مارتے ہیں۔ گوشت کھاتے شرابیں اُڑاتے ہیں۔ برہمن رذیلوں سے فخر کے ساتھ دان (خیرات) لیتے ہیں۔ مطلب آشناؤں محسن کشوں کی کثرت ہوتی ہے۔ صادق الاعتقاد اور نیک نیت لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ اُن کی زندگی کم ہو جاتی ہے پاپی بے فکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے خاوندوں کے ہوتے (ہوئے) نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں۔ مرد حسین بی بی سے التفات نہیں کرتے زنان بازاری کو گلے کا ہار بناتے ہیں شراب خانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سُنسان۔ جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے وہاں بدفعلیوں کی گرم بازاری رہتی ہے" (مہا بھارت بن پرب ادھیائے ۱۸۹ صفحہ ۶۸۶ و ۶۸۷)

شری ویاس جی مصنف مہا بھارت کے بیان کردہ یہ ایسے نشانات ہیں جن میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اس وقت ظہور میں نہ آگیا ہو۔ دیکھ لو دنیا میں ہر طرف یہی مناظر نظروں کے سامنے آئینگے جس طرح آج سے کئی صد سال پہلے بتلائے گئے۔ اس میں اور ان واقعات میں جو موجودہ زمانہ میں پورے ہوتے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں سر مُو تفاوت نہیں ایک ایک حرف سچا اور پورا ہو چکا ہے پس اس میں اب ایک رتی بھر بھی شک کی گنجایش نہیں رہتی۔ یہی وہ زمانہ ہے جس کو کلجگ کے نام سے پکار اگیا ہے یہی وہ زمانہ ہے جس میں ظلمت و عصیان ناپاکی و بیدینی کے چرچے و کارنامے اپنے پورے عروج و کمال پر موجود نظر آنے چاہئیں۔ ہاں ہاں اسی زمانہ کی ہدایت کے لئے کلجگی اُوتار آنے والے تھے اس زمانہ کے سدھار کے لئے کرشن اوتار نے کلجگی اوتار کی مبارک آمد کی پانچہزار برس پہلے خبر دی تھی یہی وہ زمانہ ہے جس میں ہمیں اُس موعود جلیل القدر انسان کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ اور کس زمانہ میں بدکاریاں ہو سکتی ہیں

بتلاؤ۔ کیا جسقدر افعال رزیلہ و ذمیمہ آج نئے نئے رنگ میں ہماری نظروں کے آگے رونما ہو رہے ہیں کیا ایسے پہلے زمانہ میں بھی تھے ہرگز نہیں۔ اور میں یہ دعوٰی سے کہتا ہوں کہ ان گناہوں کی کثرت جتنی اب ہے نہ کبھی ہوئی نہ ہی ہوگی جاؤ اس قول کی جانچ پڑتال اور تصدیق کے لئے تاریخ گذشتہ کے اوراق اُلٹ کر دیکھو ایسے صغائر و کبائر کا کہیں تذکرہ نہ ملے گا۔ ہاں یہ تو ایک مقام ہے جو اختصار سے ہم نے مہابھارت سے نقل کیا ہے + اب دوسرا حوالہ ملاحظہ ہو:۔

(۲)

"جس وقت کلجگ آگیا سمجھ لیجئے کہ دُنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے کہ زمین کانپ اُٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھینگے۔ رضاجوئی و فرمانبرداری کیسی عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھینگی۔ بیت رت گیا۔ پُوجا پاٹ۔ دھرم کرم جڑ پاؤں سے مٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کریں گے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھینگے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھلائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈبوئیں گے دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہوگی" ایضاً ص ۶۸۹

میرے عزیز ہندو بھائیو! دیکھ لو یہ واقعات آج ہماری آنکھوں کے آگے کس صفائی سے پورے ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ پس اب تمہارا یہ کام ہے کہ غور کرو اور دیکھو بھالو کہ کلکی اوتار کہاں ہے۔ یاد رکھو جو ڈھونڈھے گا وہ پائے گا۔ جو کھٹکھٹائے گا وہ مُراد کو پہنچے گا۔ اب مہابھارت میں بیان کی ہوئی نشانیوں کو بھی دیکھ لو اور اس موجودہ زمانہ کی حالت کا اندازہ بھی کرتے جاؤ تم ہرگز انکار کرتے ہوئے یہ زبان سے نہیں نکال سکتے کہ یہ زمانہ کلکی اوتار کی مبارک آمد کا نہیں +

اب تیسری عبارت بھی جو مختصر سی ہے مہابھارت میں دیکھو۔

(۳)

"مارکنڈے راجہ جدھشٹر کے استفسار پر یہہ کلنکی اوتار کا ذکر یوں بیان فرماتے ہیں کہ "جب نیک اعمالوں کا قحط ہوگا بد افعالیاں اپنا سکہ جمائینگی۔ تب بھگوان اوتار

لینگے۔ برہمن کے گھر سنبھل کے مقام پر لوگ بشن کے نام سے پکارینگے"

"نہہ کلنکی کی طاقتیں غیبی ہونگی طاقت میں بینظیر عقلمندی میں یگانہ روزگار یوں تو نہ کوئی ہتھیار پاس ہوگا نہ لڑائی کا اوزار مگر ایک اشارے میں سب کچھ موجود ہو جائے گا (یعنی ظالموں کو نیچا بغیر کسی ظاہری سامان کے خدائی طاقت سے ہی دکھلائینگے) ذات مبارک دھرم کو از سر نو زندہ کرے گی بدکردار رلجے لقمۂ تیغ اجل ہونگے۔ دھرم کی خلاف ورزی عذاب میں داخل سمجھی جائے گی یہ تو نہہ کلنکی کا سرسری حال تھا ذرا سنو برہمنوں کی عظمت کیا ہے الخ"

ایضاً صفحہ ۶۹ ادھیائے نمبر ۹۰

میرے ملک کے قدیم ہندو باشندو! حق کے قبول کرنے کی اپنے اندر طاقت پیدا کرو اور غور کرو کیسی صاف روشن اور آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن یہ نشانیاں ہیں جو کلگی اوتار کے بابرکت نزول پر پوری ہونی چاہئے تھیں اور پوری ہوتی ہوئی ہم اور تم سب دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ آگے بھی دیکھیں گے۔

پس اب ہمارا اور تمہارا اتنا ہی کام رہ گیا ہے کہ اُس مہاتما پراپکاری دھرم داتا دینا ناتھ سکھ سروپ کی کھوج نکالیں کہ اسکی آمد کا تو یہی زمانہ تھا جو گذرنے کو تیار ہے وہ کہیں جلوہ افروز بھی ہوا یا ابھی ہم کو اپنے فیض سے محروم ہی رکھے گا۔ اس غرض کے ماتحت جب ہم اطراف عالم میں نظر دوڑاتے ہیں کہ کہیں کوئی شخص نظر آئے جس میں کلگی اوتار کے نشان ہوں اور وہ دعویٰ کرے کہ میں خداوند کریم کی طرف سے اوتار بنا کے دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں تو ہمیں ایک طرف سے خوشبو میں مہکی ہوئی اور قلب کو تسکین دینے والی شیریں آواز کانوں میں پڑتی ہے کہ:-

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے

۱؎ سبحان اللہ وبحمدہ یضع الحرب کا نقشہ کھینچ دیا۔ ۲؎ من یحیی الدین ویقیم الشریعۃ الحدیث
۳؎ تخرج الصدور الی القبور (الہام مسیح موعود)

یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ مَیں اُن گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے (آیا ہوں) جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یہ کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی روسے وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سُنکر فی الفور یہ کہینگے کہ ایک کافر کا نام اپنے پر لیکر کُفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے لیکن یہ خدا کی وحی (گیان) ہے جس کے اظہار کے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو پیش کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جسکی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اوتار میں نہیں پائی جاتی +

وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جسکی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اُس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پُورا ہوا مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے" سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اُس کا مظہر ہوں اور اس جگہ ایک اور راز درمیان ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنیوالا اور غریبوں کی دلجوئی کرنیوالا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ پس گویا روحانیت کی رُو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی

ہیں صرف قومی اصطلاح میں تغایر ہے الخ" (لیکچر سیالکوٹ)

مبارک ہو اے بھارت کے سپوتو جسکی تلاش تھی وہ مِل گیا۔ ہمارا من موہن۔ آؤ آؤ۔ دوڑو دوڑو پالیا پالیا ہم نے وہ لعل بے بدل جسکی ہزاروں برس سے زمانہ انتظار کر رہا تھا۔ پیاسی روحو دوڑ کے آؤ اور چشمۂ فیض سے اپنی تشنگی کو بجھاؤ۔ او ادھرم سے نفرت اور دھرم کے دلدادہ والا دشبید اُ دیر مت کرو وقت کو غنیمت سمجھو۔

آہا ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہماری اُمیدیں بر آئیں ہم بانصیب ہیں کہ ہمیں ہمارا کرشن کنہیا مِل گیا۔ ہمارا بخت طلوع ہُوا کیونکہ ہم اپنی مُراد کو پُہنچ گئے۔ اس زمانہ کے وے لوگ بہت ہی مبارک ہیں جنھوں نے اس مہاآتما کو پہچانا اور اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا جؤا برضا و رغبت خوشی وشادمانی سے اپنے کندھوں پر لینا قبول کیا۔ میرے سناتنی بھائیو! کلجگ کا زمانہ بھی آگیا۔ نشان بھی کرشن جی کی آمد کے پورے ہوگئے اور خوبیٔ قسمت یہ کہ خود کلگی بھگوان بھی جلوہ افروز ہوگئے۔ اب بتلاؤ کیوں پس وپیش ہے کیوں آگے قدم نہیں اُٹھاتے کیوں اندھیرے میں بھٹک رہے ہو۔ ظلمت و نا راستی سے کیوں محبت کی۔ روشنی اور نور کو قبول کرنے سے کیوں انکار۔ بتلاؤ ہاں ہاں متر و تجنو جلد جواب دو۔ کیا تمہارے جیسا بھی کوئی اس دُنیا میں اس جُگ کے اندر خوش قسمت نیک اور بلند بخت ہوسکتا ہے دیکھو مدت مدید گذر گئی ہزاروں صدیاں ہوچکیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسان اسی شوق اور تمنا میں اس ناپائدار دُنیا سے چل بسے کہ کاش شری کلگی بھگوان کے منوہر درشن ہوجاتے۔ ہزاروں رشی مُنی مہاتما اس سنسار سے سدہار گئے اور یہ خواہش اور اُمنگ دل ہی دل میں لے گئے کہ کلگی بھگوان کی زیارت سے مشرف ہوکے اُنکے چرنوں میں سیس نواتے اور دُنیا وعقبےٰ میں کامیاب و بامُراد ہوتے۔ ایک ہندی کوی (شاعر) کی تڑپ ملاحظہ ہو جو ان اشعار میں ظاہر کی گئی ہے جسے میں ایک رسالہ سے اُردو الفاظ میں نقل کرتا ہوں :۔

مُرلی میں تان گانا۔ پھر بھی بجانا ہوگا
متھرا کے کُنج موہن۔ تم کو سجانا ہوگا
مُرلی کی مند دھونی۔ کو من بھولنا نہیں ہے

بنسی بجا کے موہن ۔ سب کو جگانا ہوگا مُرلی میں الخ
سوئے ہوئے پڑے ہیں ۔ کتنی شتابدیوں[1] سے صدیوں
دُردَیوگھور سب کا ۔ تم کو بھگانا ہوگا مُرلی میں الخ
گرتو یہ[2] ہیں بگڑے اکڑے بھٹک رہے ہیں
ہم کو سُدھار کر کے ہنت[3] میں لگانا ہوگا مُرلی میں الخ
اگیان کی نِشا[4] میں اندھیرے میں پڑے ہیں
کر کو پکڑ کے موہن ادھیوا[5] پلانا ہوگا مُرلی میں الخ
گھن شیام گھن گھٹا سی سودا رہنی چھٹا سی
من موہنی لتا کو من میں بسانا ہوگا مُرلی میں الخ
ہمتو تمہارے سیوک کرونا ندھان[6] تم ہو
اپرادھ کو کشما کے من میں ملانا ہوگا مُرلی میں الخ
مُرجھا رہی کلی کا من کے بِنا کِھلے کیوں
درشن دیا کا دیکے اس کو کِھلانا ہوگا مُرلی میں الخ
کرتا منن مہیشور تن من سے ہے نرنتر
اس دِین ہین کو بھی سُکھ سے جلانا ہوگا
مُرلی میں تان گا نا پھر بھی بجانا ہوگا

اے بھارت کی سنتان! دیکھ اور چشمِ بصیرت سے کام لے آنکھیں کھول اور ساری دُنیا میں نظر دوڑا۔ سوائے اس کے اور کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہوا تجھے دِکھلائی نہ دے گا کہ میں خداوند قدوس کے مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف ہوکر اس کلجگ میں اصلاح کرنے آیا ہوں اور خدا نے میری ہی مدد اور نصرت کا وعدہ کیا ہے اور میرے مخالف اور ناکام و نامراد رہیں گے۔ میں اور میری جماعت آخر کار مظفر و منصور کامیاب و بامُراد ہوگی۔ یہی وہ موعود کرشن ہے جسکی آواز ابھی تمہیں سُنائی دی۔ بیشک یہ خدائی نصرتوں کے ساتھ دُنیا میں

[1] فرائض سے غافل ہیں [2] فائدہ [3] حالت [4] جام صافی [5] مخزنِ رحمت

آیا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ کامیاب ہوا اور اس کے معاند و مخالف خائب و خاسر بے نیلِ مرام رہے۔ کیا پتہ چلا کہ یہ جلیل القدر انسان بھارت ورش کے کس مقام میں جلوہ افروز ہوا اور اس موعود کا نام کیا ہے اگر آپ نے ابھی تک نہیں جانا۔ تو میں بتلا دیتا ہوں۔ اس کا مبارک نام میرزا غلام احمد موعود کرشن ہے اور نگری قادیان میں اس کا ظہور پُر نور ہوا پس آؤ اور جو فیض یہ دنیا میں لایا ہے حاصل کرو اور اپنی اُس مُراد دیرینہ کو پہنچو جو مدتوں سے دل میں چٹکیاں لے رہی تھی۔

یہی وہ موعود کرشن کلجگی اوتار ہے جس نے آکے بیماروں کو تندرست، مردوں کو زندہ کیا یہی وہ غلام احمدؑ کے روپ میں کرشن ہے جس نے دُنیا کو ظلمت و جہالت عصیان و نافرمانی کی راہ سے بچا لیا یہی وہ پیارا کرشن کنہیا ہے جس کے پاس نہ تو کوئی ہتھیار تھا نہ لڑائی کا اوزار۔ مگر وہ سب پر غالب آیا۔ یہی وہ آخری زمانہ کا نجات دہندہ ہے جسکی صداقت کے لئے خدا نے لاکھوں بیّن نشان ظاہر کئے۔ انہی نشانوں میں سے دھرم مہوتسو کے جلسہ کا نشان ہے جس میں تمام مذاہب کے نمایندوں نے اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق تقریریں کیں اور مضامین لکھے اور ان سب پر حسب پیشگوئی اسی نبی برحق کا مضمون بالا رہا۔ اور سامعین عش عش کر اُٹھے ؎

اُسی بجائی کرشن کنہیا نے بانسری - سب سُننے والے کہہ اُٹھے واہ واہ ہری ہری

ہاں ہاں یہی وہ ہمارا محبوب و مطلوب ہے جسکی تمنا میں پہلی نسلیں حسرت و یاس کے ساتھ اس جہان سے چل بسیں۔

اس سے انکار نہ کرو اور سن لو کہ بہت سے ناعاقبت اندیش بد قسمت اس جری اللہ کے مقابلہ پر اس غرض کو لے کر اُٹھے کہ اس کو دُنیا میں ذلیل و رسوا کر دیں اور اس مقصد کو کامیاب بنانے کے لئے ہزاروں جائز و ناجائز وسائل عمل میں لائے ناخنوں تک زور خرچ کیا مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا کے اس مُرسل کو ناکام بنانے کے لئے جو زور آزمائیاں کی گئیں سب ناکام رہیں مخالفین کے سب منصوبے خاک در خاک ہو گئے۔ جتنے حیلے حوالے اور خفیہ سازشیں تھیں سب تہ و بالا ہو گئیں اور یہ اپنے بدبخت مخالفوں کے گزند سے بالکل محفوظ رہا۔

دُنیا والوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ شخص دُنیاوی اسباب سے زیر نہیں ہوا تو روحانی حربے بھی استعمال کرنے میں دریغ نہ کیا اور رو رو کے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر خدا کے حضور ناکام دُعائیں کی گئیں کہ اے خدا اس شخص کو جو ہمارے نزدیک صادق نہیں ہلاک کر دے مگر دیکھ لو اس کارروائی کا کیا انجام ہوا +

وا حسرتا کہ اللہ کے اس حبیب کے لئے جو ہلاکت و تباہی کے متعلق الحاح وزاری سے دُعائیں کی گئیں وہ اُلٹ کر مخالفوں پر ہی پڑیں اور ایک ایک کر کے سب تباہ و برباد اور ہلاک ہوتے ہوئے پیارے صادق کرشن کی صداقت پر مُہر لگاتے ہوئے اس دنیا سے حسرت و ناکامی کے ساتھ اُٹھ گئے +

کیا لیکھرام کا واقعہ دُنیا بھول سکتی ہے جس نے خود ہی اپنی پرارتھنا شائع کی۔ اور پھر جب نشان کا طالب ہوا تو خدا نے اس کو اپنے پیارے کرشن کی صداقت کا نشان ٹھہرا دیا +

پھر ڈوئی کا واقعہ جس کا ظہور دوسری دُنیا میں ہوا +

پس پیارو اس موعود کو پہچانو اور یہ قیمتی وقت ہاتھ سے نہ گنواؤ۔ یہ وقت یہ گھڑیاں پھر ہاتھ نہ آئینگی۔ یہ مبارک زمانہ تمہارے لئے قدرت نے مقرر کیا تھا۔ پہچانو اور دل کی مُرادیں بھر پاؤ +

میرے ہندو بھائیو! پیارے کرشن کنہیا کا احمد نام سُنکر مت ہچکچاؤ۔ دیکھو سینکڑوں برس کی قدیم کتاب کلگی پُوران میں اس موعود کا نام احمدؐ ہی بتلایا گیا ہے +

"کلگی بھگوان اُنہیں اور باغیچوں کو جو شہر کے قریب تھے دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوئے احمدؐ نے عزت اور محبت سے کہا اے طوطے اس جگہ ہم اشنان کرینگے۔ طوطے نے پربھو سے اس مطلب کو سمجھ کر عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ میں پدما کے محل میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں اور اس نے پدماوتی کے پاس آکر کلگی بھگوان کا پیام کہا یعنی وہاں آنے کی مبارک خبر دی" کلگی پُوران اردو ترجمہ صہ ۴۸ جسے پنڈت ہردیال شرما نے شری دیاس بھگوان رچیت سنسکرت پوران سے بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا

پس جب تمہاری قدیم کتاب اس کا نام احمدؐ ہی بتلاتی ہے تو تمہارا انکار کرنا یا پہلو تہی کرنا گویا ہلاکت و تباہی کا مُنہ دیکھنا ہے پس اگر تمہاری فطرتیں حق کے قبول کرنے کی صلاحیت ولیاقت رکھتی ہیں تو تم اس موعود کے فیضان سے ضرور بہرہ ور ہوتے ہوئے اپنے لئے آخرت کی زندگی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگے÷

تمہارا دلی خیرخواہ

فضل حسین احمدی مہاجر از کرشن نگری قادیان

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ

حضرت اقدس کی تحریر

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف کسوف قانونِ قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف مطلب یہ تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا........اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ۔

اے نادانو ذرہ سوچو کہ حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر مقصود یہ ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہلِ لغت اور اہلِ زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے اگر چاند گرہن پہلی رات میں ہونا ہوتا تو ینکسف الھلال لاول لیلۃ عبارت چاہیئے تھی سو اب سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔ انتہی

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۶ و ۴۷)÷

الفقیہ کی جرح **پہلا طریق** - حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے پایا جاوے کہ چاند

گرہن تیرھویں تاریخ کو ہوگا بلکہ صاف ہے کہ یہ گرہن خلاف قانون قدرت رمضان کی پہلی رات کو ہوگا۔ لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض سے بھی عیاں ہے چنانچہ لاول لیلۃ من رمضان صاف ہے جس کے معنے سوائے اس کے کچھ ہو ہی نہیں سکتے کہ رمضان کی پہلی رات اور لفظ رمضان اور کوئی تاویل کرنیکی گنجایش ہی نہیں رکھتا۔ اور یہ کہنا کہ چاند گرہن تیرھویں تاریخ کو ہوگا ایک احمقانہ عذر ہے حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں تیرھویں تاریخ کے چاند کو عربی میں بدر کہتے ہیں +

(۲) اگر تیرھویں تاریخ کا چاند گرہن مراد ہوتا تو عبارت یوں ہوتی ینکسف البدر لاول لیلۃ من لیالی الکسوف یعنی بدر کو گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی رات کو گرہن ہوگا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے تو اس میں شک نہیں رہتا کہ الفاظ حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو گرہن ہوگا تعجب ہے کہ مہدویت و رسالت و نبوت کا دعویٰ کرنیوالا اور خدا سے ہمکلام ہونے کا مدعی اتنا بھی نہیں جانتا کہ عربی زبان میں تیرھویں تاریخ کے چاند کو کیا کہتے ہیں +

دوسرا طریق ۔ دوسرے طریقے پر یہ جواب دیتے ہیں کہ لفظ قمر کسی خاص تاریخ اور وقت کے اعتبار سے چاند کو نہیں کہتے بلکہ علی الاطلاق اس کرہ کو کہتے ہیں جو سورج کی روشنی حاصل کرنے کے رات کو روشنی دیتا ہے اور جب سورج کی روشنی اس پر نہو تو تاریک ہوتا ہے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ چاند کو بلا قید و تاریخ و وقت کے عربی میں قمر کہتے ہیں قرآن شریف سے ثابت ہے پڑھو والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم اور الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت والارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب اگر قمر پہلی تین راتوں کے چاند کو نہیں کہتے تو لازم آتا ہے کہ جو حالت سجدہ قمر کی اس آیت میں بتائی گئی ہے اس حالت کو چاند پہلی تین راتوں میں قبول نہیں کرتا اور یہ صریح کفر و جہالت ہے پھر دمن ایتہ اللیل والنھار والشمس والقمر یوں سمجھو کہ قمر چاند کا اسم ذاتی ہے اور ہلال بدر اسم صفاتی۔

تیسرا جھوٹ جو مرزا صاحب نے اس کسوف خسوف کے متعلق بولا ہے وہ یہ ہے کہ محمد باقر کے قول کو وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بتاتے ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا" ضمیمہ انجام آتھم - یہ جھوٹ اس غرض سے بولا گیا ہے کہ لوگوں کو دھوکا دیا جاوے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے پیشگوئی کی ہے - حالانکہ روایت زیر بحث میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے جب ایسے الفاظ نہیں تو یہ کہاں سے پیدا کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (منقول از اخبار الفقیہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۹ء)

جواب معترض صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اول لیلۃ من رمضان سے چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات مراد ہے اور ینکسف الشمس فی نصف منہ سے سورج کے گرہن کی تاریخوں میں سے دوسری یعنی درمیانی تاریخ مراد ہے اور لم تکونا منذ خلق السموٰت والارض سے مراد یہ ہے کہ ایسا نشان کبھی نہیں ہوا کہ مہدی موجود ہو اور پھر چاند گرہن اور سورج گرہن انہی تاریخوں پر ایک ہی ماہ میں ہوا ہو جیسا کہ حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خاں میں مرقوم ہے :-

"واجتماع ایں ہر دو کسوف در ماہے گاہے نبودہ گویم خسوف قمر نزد اہلِ نجوم بتقابل شمس بر ہیئتِ مخصوص میشود و در غیر تاریخ سیزدہم و چہاردہم و پانزدہم اتفاق نمے افتد و ہمچنیں کسوف شمس نزد اقتران قمر بر شکل خاص در غیر تاریخ بست وہفت و بست وہشت و بست ونہم نمیشود"

مذکورہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ سورج گرہن کی تاریخیں استقراء سے ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ہیں اور چاند گرہن کی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ہیں - ان سے علاوہ کسی تاریخ میں گرہن نہیں ہوتا - پس جبکہ یہ سنت اللہ ہے تو ان تواریخ سے علاوہ اور کسی تاریخ میں نہیں لگ سکتا کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کہ خدا تعالےٰ کے قوانین کے لئے تبدیلی نہیں ہے - پھر معترض پر مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ اس نے کیسی جاہلانہ بات کی ہے کہ یہ کسوف خسوف قانونِ قدرت کے خلاف ہو گا - اتنا بھی نہیں سمجھا کہ قانون قدرت تو کہتے ہی خدائی قانون کو ہیں - پس وہ کسوف و خسوف خدائی قانون

کے خلاف کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا کُلَّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ کہ ہر ایک چیز کو ہم نے ایک انداز کے ماتحت پیدا کیا ہے جس سے وہ آگے پیچھے نہیں ہو سکتے پھر سورج چاند کے متعلق فرمایا ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ سورج ان مکانوں میں چلتا ہے جو اس کے چلنے کے لئے مقرر ہیں ان سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اندازہ عزیز و علیم کی طرف سے ہے۔ عزیز و علیم کے الفاظ میں ایک لطیف اشارہ ہے کوئی کہہ سکتا تھا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ قانون کی خلاف ورزی بھی کر دیتے ہیں کیا خدائی قانون کی کوئی خلاف ورزی نہیں کر سکتا فرمایا اس کے قانون کی خلاف ورزی اس واسطے نہیں ہو سکتی وہ عزیز ہے یعنی سب اشیاء پر غالب ہے پھر کوئی کہہ سکتا تھا کہ قانون بناتے وقت بعض باتوں کے معلوم ہونے کی وجہ سے قانون کو بدلانا بھی پڑتا ہے تو کیا خدا تعالےٰ کو قانون بدلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ فرمایا اسے قانون بدلانے کی اس واسطے ضرورت نہیں کہ وہ علیم یعنی بہت جاننے والا ہے غیب کی باتیں جانتا ہے لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ایک ذرہ بھی اس سے زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں، اور آیندہ کی باتوں کو جانتا ہے اس واسطے اس کو قانون کے بدلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پھر فرمایا کہ چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ مانند خشک شاخ کھجور کے ہو گیا نہ سورج چاند کو پا سکتا ہے اور نہ رات دن سے آگے بڑھنے والی ہے ہر ایک بیچ آسمان کے چلتے ہیں پس جبکہ علم النجوم اور استقراء سے ثابت ہے کہ چاند گرہن اور سورج گرہن خاص تاریخوں میں ہوا کرتا ہے اور سورج چاند کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ایک قانون کے ماتحت چلتے ہیں تو گرہن جو کہ حیلولۃ الارض بین الشمس والقمر کا نام ہے وہ بھی بغیر مقررہ تاریخوں کے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زمین کے حائل ہونے کا وقت خدا تعالےٰ کے نزدیک مقرر شدہ ہے جیسا کہ مصنف حجج الکرامہ نے لکھا ہے۔ پس مقررہ تاریخوں کے سوا دوسری تاریخوں میں گرہن نہیں لگ سکتا۔ فَفَکِّرْ فِیْهَا حَقَّ التَّفَکُّر ✦

محال عقلی

اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوگا۔ تو معترض صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پہلی رات کا چاند خود ایک تار سا ہوتا ہے تو اس کو گرہن کیسے لگ سکتا ہے اور پہلی رات کے چاند کو جب گرہن لگے تو وہ دکھائی کیسے دیگا اور آیت کیسے بنے گی اور نیز یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ پہلی رات کے چاند کو جب گرہن لگے تو وہ بالکل دکھائی ہی نہیں دیگا جب چاند دکھائی نہیں دیگا تو اُس دن کا روزہ ہی فرض نہ ہوگا جب روزہ نہ ہوا تو لاول لیلۃ من رمضان کا مصداق نہیں ہوگا کیونکہ وہ گرہن کی رات رمضان میں متصور ہوگی +

ہمارے معنوں کی تائید

حافظ محمدؐ نے بھی اس حدیث کے معنوں کا ترجمہ احوال الاخرۃ میں یہی لکھا ہے:۔

تیرہویں چن ستائیویں سورج گہن ہوسی اُس سالے۔ اندر ماہ رمضانے لکھیا ہک روایت والے

مصنف احوال الاخرۃ نے ستائیسویں کے لفظ میں غلطی کی ہے کیونکہ اس حساب کی رو سے نصف اٹھائیسویں تاریخ ہے جو کہ غلطی سے ستائیسویں لکھ دی گئی ہے +

دوسرے اعتراض کا جواب

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر تیرہویں تاریخ چاند کی مُراد ہوتی تو بدر کا لفظ استعمال ہوتا۔ یہ بھی بالکل غلط ہے چنانچہ ہم آپ کو بحوالجات لغات عربی ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ بدر سوائے چودہویں رات کے چاند کے کسی کو نہیں کہتے +

صحاح

البدر ولیلۃ البدر لیلۃ اربع عشرۃ وسمی بدراً لمبادرتہ الشمس بالطلوع کانہ یعجلھا المغیب ویقال سمی بدراً لتمامہ۔ وابدرنا ای طلع علینا البدر۔ (صحاح) +

بدر کی رات چودہویں رات ہے اور اس کا نام بدر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ سورج کے غائب ہونے ہی جلدی سے طلوع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کے پورا ہونے کی وجہ سے اس کا نام بدر رکھا گیا ہے +

لسان العرب

البدر۔ لیلۃ البدر لیلۃ اربع عشر وسمی بدراً لامتلائہ

(لسان العرب جلد ۵) لیلۃ البدر چودھویں رات ہے اور اس کا نام بدر اس کے پورا ہونے کی وجہ سے ہے ÷

مفردات راغب والبدر قیل سمی بذلک لمبادرتہ الشمس بالطلوع و قیل لامتلائہ تشبیھا بالبدرۃ (مفردات راغب جلد ۱)

بدر کہا گیا ہے کہ اس کا نام بدر اس واسطے ہے کہ وہ سورج کے بعد جلدی طلوع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کے پورا بھر جانے کی وجہ سے ہے ÷

تاج العروس ابدرنا طلع لنا البدر کاقمرنا واشرقنا بمعنے الشمس کذا فی الاساس او ابدرنا سرنا فی لیلۃ۔ وھی لیلۃ اربع عشرۃ (تاج العروس جلد ۳)

ابدرنا کے معنے ہم پر چودھویں رات کا چاند چڑھا جیسے اقمرنا واشرقنا ہم پر سورج اور چاند چڑھا۔ اسی طرح "اساس" میں آیا ہے یا ابدرنا کے معنے ہم بدر کی رات میں چلے اور وہ چودھویں رات ہے ÷

صراح بدر ماہ تمام لیلۃ البدر شب چہاردہ از ماہ سمی بہ لمبادرتہ الشمس بالطلوع (صراح) ÷

بدر پورے چاند کو کہتے ہیں اور لیلۃ البدر چودھویں رات کے چاند کو کہتے ہیں اس کا نام بدر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ سورج کے بعد جلد چڑھتا ہے ÷

پس مذکورہ بالا حوالجات سے ثابت ہے کہ بدر سوائے چودھویں رات کے چاند کے کسی کو نہیں کہتے۔ پس باطل ہوا آپ کا اعتراض کہ مرزا صاحب یہ بھی نہیں جانتے کہ تیرھویں رات کے چاند کو بدر کہتے ہیں ÷

تیسرے اعتراض کا جواب تیسرا اعتراض یہ ہے کہ پہلی اور دوسری اور تیسری رات کے چاند کو بھی قمر کہتے ہیں اس کے جواب میں ہم معترض صاحب کو لغات کی کتب سے بتاتے ہیں کہ قمر کے لفظ کا اطلاق پہلی تین رات کے چاندوں پر نہیں آتا بلکہ پہلی تین رات کے چاند کا نام ہلال ہے ÷

مفردات راغب | القمر۔ قمر السماء یقال عند الامتلاء وذلک بعد الثلاث قیل وسمی بذلک لانہ یقمر ضوء الکواکب ویفوز بہ قال هوالذی جعل[1] الشمس ضیاء والقمر نوراً قال والقمر[2] قدرناه منازل وانشق[3] القمر والقمر[4] اذا اتلاها کلاّ والقمر والقمراء ضوءه وتقمرت فلان۔ ای اتیتہ فی القمراء (مفردات راغب)

کہ قمر اس کے پورا ہونے کے وقت کہا جاتا ہے اور یہ امتلاء تین راتوں کے بعد ہوتا ہے اور مندرجہ بالا چار آیات میں قمر انہی معنوں میں آیا ہے اور قمر اور قمراء چاندنی کا نام بھی ہے اور تقمرت فلان کے معنے یہ ہیں کہ میں اس کے پاس چاندنی میں آیا۔ اس حوالہ میں، ایک آیت ہے جو معترض صاحب نے اپنے استدلال میں پیش کی ہے یعنی والقمر قدرناه منازل +

صحاح | القمر بعد ثلاث لیال الی اٰخر الشهر سمی قمر البیاضة وتقمرتہ اتیتہ فی القمراء وتقمر الاسد اذا اخرج فی القمراء یطلب الاسد ومنہ قول الشاعر۔

سقط العشاء بہ علی متقمر - حامی الذمار معاود الاقران

(صحاح جزء اول)

قمر تین رات کے بعد سے آخر مہینہ تک کے چاند کا نام ہے اور اس کا نام قمر البیاضہ ہے۔

لسان العرب | قال ابن سیده والقمر یکون فی اللیلة الثالثة من الشهر وهو مشتق من القمرة والجمع اقمار واقمر صار قمراً وربما قالوا اقمر اللیل ولا یکون الا فی الثالثة انشد الفارسی شعر

یا حبذا القمرات لیلا فی لیالی مقمرات

قال ابو الهیثم یسمی القمر للیلتین من اول الشهر هلالا وللیلتین من اٰخره لیلة ست وعشرین ولیلة سبع وعشرین هلالا ویسمی مابین ذلک قمراً قال الجوهری القمر بعد ثلاث الی اٰخر الشهر (لسان العرب جلد ۶) ترجمہ

ابن سیدہ نے کہا ہے کہ قمر مہینہ کی تیسری رات میں ہوتا ہے اور وہ قمرۃ سے مشتق ہے اور جمع اقمار کے وزن پر آتی ہے اور اَقْمَرَ کے معنے چاند بن گیا۔ اور اکثر دفعہ عرب اقمر اللیل کہتے ہیں اور قمر تیسری رات میں ہوتا ہے فارسی نے یہ شعر پڑھا ہے کہ صحن رات کے وقت چاندنی راتوں میں کیسے ہی اعلیٰ دکھائی دیتے ہیں ابوہشیم نے کہا ہے کہ مہینہ کی پہلی دو راتیں اور آخری یعنی چھبیسویں اور ستائیسویں راتوں کو ہلال کہتے ہیں اور ان کے مابین قمر کہتے ہیں جوہری نے کہا ہے کہ قمر تین راتوں کے بعد آخری مہینے تک کہلاتا ہے اور قریباً یہی عبارت تاج العروس میں ہے +

صراح قمر بالتحریک ماہ وھو بعد ثلاث لیال الی آخر الشھر وقبل الثلاث ھلال (صراح)

قمر چاند کو کہتے ہیں اور وہ تین راتوں کے بعد سے لے کر آخر مہینے تک قمر کہلاتا ہے اور تین راتوں سے پہلے ہلال کہلاتا ہے پس لغت کی رو سے ثابت ہوگیا کہ پہلی رات کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے قمر اس کا نام نہیں ہے +

باقی رہیں آیات قرآنی۔ سو ان میں سے پہلی آیت جو آپ نے پیش کی ہے اس کو صحاح والے نے قمر کے ماتحت بیان کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قمر سے مراد وہی چاند ہے جو تین راتوں کے بعد ہوتا ہے اور پھر حتیٰ عاد کالعرجون القدیم بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عرجون قدیم کی حالت میں آکر دوسری حالت میں آجاتا ہے جو کہ اہلِ لغت کے نزدیک ہلال کے نام سے موسوم ہے ملاحظہ ہو لسان العرب جز ۶ +

اور دوسری آیت سے جو آپ نے استدلال کیا ہے (کہ اگر مرزا صاحب کا استدلال صحیح ہو کہ قمر پہلی تین راتوں کے چاند کو نہیں کہتے تو لازم آتا ہے کہ جو حالت سجدہ قمر کی اس آیت میں بتائی گئی ہے اس حالت کو چاند پہلی تین راتوں میں قبول نہیں کرتا) غلط ہے کیونکہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہلال سجدہ نہیں کرتا۔ کیونکہ آیت میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ لوگ ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں شرک کے استیصال کرنے کے لئے تفصیل کر دی ہے کہ سورج اور چاند جن کی لوگ پرستش

کرتے ہیں وہ بھی خدا کی فرمانبرداری اور اُس کے لئے سجدہ کرتے ہیں پھر تم اُن کے آگے کیوں سر جھکاتے ہو خدا جو کہ اُن کا مالک ہے اس کے آگے سر جھکاؤ اور جن چیزوں کا اِس آیت میں تفصیلاً ذکر نہیں کیا گیا۔ ان کے عدم بیان سے لازم نہیں آتا کہ وہ سجدہ نہیں کرتیں کیونکہ من فی السموٰت والارض کا لفظ ان تمام چیزوں کو حاوی اور شامل ہے جن کا اس آیت میں بیان نہیں ہوا اور پھر یہ بھی کہ قمر چونکہ اکثر ایام کے چاند پر یہاں تک کہ بدر پر بھی جیسا کہ مندرجہ بالا لغات کے حوالوں سے ثابت ہے اطلاق پاتا تھا اور لوگوں کی اس کی عبادت کرنے کی بڑی بھاری وجہ اس کا روشنی پہنچانا تھا جو قمر کی حالت میں حاصل ہوتی ہے اس لئے قمر کا لفظ لایا اور اس قمر کے لفظ سے یہ استدلال بھی ہو سکتا ہے کہ جبکہ چاند قمر ہونے کی حالت میں سجدہ کرتا ہے تو ہلال کی حالت میں تو بدرجہ اولیٰ کرتا ہوگا کیونکہ قمر ہلال سے بڑا ہے اور بڑا جب سجدہ کرے تو چھوٹے کو بدرجہ اولیٰ کرنا پڑے گا پس اس آیت سے بھی آپ کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا +

اور تیسری آیت کہ ومن ایٰتہ اللیل والنہار والشمس والقمر سے بھی آپ نے جو نتیجہ نکالا ہے (کہ اگر قمر کا اطلاق ہلال پر نہیں آتا تو لازم آتا ہے کہ پہلی تین راتوں کا چاند خدا کی آیات میں ہونے کے قابل نہیں) غلط ہے اس لئے کہ عدم بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہلال آیت نہیں ہے کیونکہ ہر ایک چیز خدا کی آیت ہے اور بعض ایسی اشیاء بھی ہیں۔ جن کا خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں دوسری جگہ ذکر کیا ہے مثلاً ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقوم یعقلون۔ حالانکہ اس آیت زیر بحث میں ان کا بیان نہیں تو کیا اس سے یہ لازم آیا کہ لیل اور نہار اور شمس اور قمر کے سوا اور کوئی چیز آیت ہی نہیں یہ تو بالکل غلط ہے یہاں قمر کا لفظ تو محض اس لئے لایا گیا ہے کہ جسکی مشرکین پرستش کرتے ہیں وہ خود ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے چنانچہ اس کے ساتھ ہی فرمایا۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن +

پس مذکورہ بالا آیات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قمر کا اطلاق ہلال پر ہوتا ہے اور ہم نے

لغت کے حوالجات سے ثابت کر دیا ہے کہ قمر کا اطلاق ہلال پر نہیں ہوتا اور یہی حضرت مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کریں کہ قمر کا اطلاق پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند پر ہے تو بھی جب پہلی رات کے چاند کے متعلق خصوصیت سے کوئی ذکر کرینگے۔ تو وہاں ہلال ہی کا لفظ بولینگے قمر نہیں بولینگے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ مرد اور عورت کا لفظ ہے چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں پر بھی صادق آتا ہے اور بڑی عمر والوں پر بھی۔ لیکن جب کسی چھوٹی عمر والے کا ذکر کرینگے۔ تو بلاغت کا اقتضاء ہے کہ اُس وقت لڑکا ہی کہا جائے۔ اسی طرح گو قمر کا لفظ عام ہو تو بھی پہلی رات کے چاند کو ہلال ہی کہینگے +

چوتھے اعتراض کا جواب

پھر معترض کا یہ لکھنا کہ مرزا صاحب محمد باقر کے قول کو دھوکہ دینے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول بتاتے ہیں۔ یہ قول معترض صاحب کا قلت تدبر اور سوءِ فہم اور عدم تعمق کا نتیجہ ہے اور ایک حد تک لوگونکو دھوکہ دینے کے لئے ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود اس سے پہلے اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس سے دو تین سطر پہلے فرماتے ہیں پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دار قطنی میں مروی ہیں یہ ہیں "اِنّ لمھدینا آیتین الخ" پس جب حضرت مسیح موعود پہلے اس کو امام محمد باقر سے مروی فرما چکے ہیں اگر آپ کی غرض لوگوں کو دھوکہ دینا ہوتا تو آپ اسکو امام محمد باقر کا قول کیوں فرماتے ہاں اس کے بعد "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا" لکھنا کوئی وجہ رکھتا ہے +

جواب اوّل

اوّل یہ کہ یہ حدیث غیب کی پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اس کا مضمون بعینہٖ پورا ہو گیا تو بموجب آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسولٍ قطعی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہے یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تو اب بعد شہادت قرآن شریف کے جو آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدً سے اس حدیث کے [illegible] رسول ہونے پر مل گئی ہے پھر بھی اس کو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ سمجھنا کیا یہ دیانت کا طریق ہے اور کیا آپ لوگوں کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی پر بجز خدا کے رسولوں کے اور

بھی کوئی قادر ہو سکتا ہے اور اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ قرآنی شہادت کی رو سے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اور اگر آپ لوگوں کے نزدیک ایسی پیشگوئی پر کوئی دوسرا بھی قادر ہو سکتا ہے تو پھر آپ اس کی نظیر پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ کسی مفتری یا رسول کے سوا کسی اور نے کبھی یہ پیشگوئی کی ہو کہ ایک زمانہ آتا ہے جس میں فلاں مہینے میں چاند اور سورج کا خسوف کسوف ہوگا اور فلاں فلاں تاریخوں میں ہوگا اور یہ نشان کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے ہوگا جسکی تکذیب کی گئی ہوگی اور اس صورت کا نشان اول سے آخر تک کبھی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا ہوگا اور میں دعوی سے کہتا ہوں کہ آپ اسکی ہرگز ہرگز نظیر نہیں پیش کر سکینگے درحقیقت آدم سے لیکر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اسکی نظیر نہیں پھر جبکہ ایک حدیث دوسری حدیث سے قوت پاکر یقین کو پہنچ جاتی ہے تو جس حدیث نے خدا تعالے کے کلام سے قوت پائی ہے اسکی نسبت یہ زبان پر لانا کہ وہ موضوع اور مردود ہے۔ انہی لوگوں کا کام ہے جنکو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اگرچہ بباعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اسکی ضرورت سمجھی گئی مگر خدا نے اپنی دو گواہیوں سے یعنی آیت فلا یظہر اور آیت جمع الشمس والقمر سے خود اس حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۸)

دوسرا جواب دوسرا جواب یہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بخاری مسلم میں یہ حدیث آئی ہے۔ عن حذیفة قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترك شیئا یکون فی مقامہ ذلك الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه۔ قد علمه اصحابی ھولاء وانه لیکون منه الشیء قد نسیته فاراه فاذکره کما یذکر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راٰه عرفه متفق علیه ۔ جس سے ظاہر ہے کہ جسقدر اہم امور قیامت تک ہونیوالے تھے ان سب کو بیان فرما دیا اور اس میں حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان امور کو جس نے

یاد رکھا اس نے یاد رکھا جس نے بُھلا دیا۔ اُس نے بھلا دیا لیکن میری حالت یہ ہے کہ جب میں ان بھولی ہوئی اشیاء سے کوئی چیز واقع ہو جاتی دیکھتا ہوں تو میں اسکو ایسے پہچان لیتا ہوں کہ جیسے ایک جان پہچان کا غائب آدمی سامنے آجائے تو پہچان لیا جاتا ہے اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی واقع ہو جائے تو راوی کا ضعف مضر نہیں ہوتا اور ساتھ ہی اس سے یہ بھی پتہ لگ گیا کہ سورج چاند کا گرہن جو کہ اہم امور میں سے ایک امر تھا اس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی خبر دی ہے +

تیسرا جواب اکابر محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ کمزور حدیث پر سکوت اختیار نہیں کرتے بلکہ اس پر جرح کر کے اس کو موضوع وغیرہ قرار دیتے ہیں لیکن اس حدیث کو کسی محدث نے موضوع نہیں ٹھہرایا۔ پھر اس کو لکھنے والے امام دارقطنی نے بھی جو کہ صحیحین پر بھی جرح کر نیوالا ہے اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے اور اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر اس میں ضعف ہوتا تو ضرور اس پر کوئی نہ کوئی جرح کرتا اور اس حدیث کو ضعیف قرار دیتا +

چوتھا جواب اصول حدیث میں یہ صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ ایسے امور جن میں اجتہاد کو دخل نہیں ہے (جیسا کہ یہ متنازعہ فیہ حدیث ہے کیونکہ یہ ایک پیشگوئی ہے) ان کو اگر صحابہ یا اہلبیت میں سے کوئی روایت کرے تو وہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہوتے ہیں +

نیز شیعہ اہل بیت کی روایت کو بوجہ ان کی عظمت کے انہی تک رہنے دیتے ہیں جیسا کہ شیعہ کی اکثر احادیث اہل بیت تک ہی پہنچتی ہیں۔ پس امام دارقطنی بھی انہی کے اصول کے مطابق یہ روایت احادیث کے ضمن میں لایا ہے اور اسے حدیث رسول اللہ ہی سمجھا ہے اب کسی کا حق نہیں کہ وہ کہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں یا اس کے راوی ثقہ نہیں +

جلال الدین

(مولوی فاضل)

اختلاف حلیتین

اعتراض مسیح کے دو حلیوں سے جو حدیثوں میں مذکور ہیں دو شخصوں کے مسیح ہونے پر استدلال کرنا غلط ہے ورنہ اس طرح تو حضرت موسٰی علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں کیونکہ معراج والی حدیث میں ان کا حلیہ ایک مرد گندم گوں دراز قد جعد یعنی گھنگر والے بالوں والا مذکور ہے اور ذکر الانبیاء میں جو حدیث ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک مرد ہیں مضطرب رجل الشعر یعنی وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہوں اور نہ بہت گھنگر والے ہوں اور دوسری حدیث جو ابن عباس سے ہے اس میں لکھا ہے کہ دیکھا میں نے موسٰی کو شب معراج میں ایک گندم گوں دراز قد جعد یعنی ایک روایت میں رجل الشعر آیا ہے اور دوسری میں جعد۔ کیا اس اختلاف سے حضرت موسٰی دو ہو گئے نہیں تو پھر اختلاف حلیہ سے حضرت عیسٰی بھی دو نہیں ہیں اور اسی شک کے دور کرنے کے لئے حضرت عیسٰی کی مشابہت عروہ بن مسعود سے فرما دی تاکہ شک نہ رہے کیونکہ گندم گوں رنگ کبھی احمر دکھائی دیتا ہے جبکہ انسان عین صحت اور خوشی کی حالت میں ہو اور جب طبیعت غم اور فکر میں ہو تو سرخی سفیدی مائل ہو جاتی ہے اور ایسا ہی بال کبھی لمبے ہوتے ہیں اور کبھی گھنگر والے۔ اس لئے شک کے مٹانے کے لئے آنحضرتؐ نے عروہ کے ساتھ مسیح کی مشابہت فرما دی اور شب معراج میں جب عیسٰی نے حضرت سے کہا تھا کہ میں دجال کو قتل کرنے آؤنگا وہ تو اسرائیلی نبی تھا پس نزول بھی اسرائیلی نبی کا ہوگا مرزا صاحب تو کبھی کے بھی نہ گئے تھے ان کا طواف کرنا غلط ہے انتہی (منقول از رسالہ مرزائیوں کے بیس سوالات کا جواب)۔

جواب اوّل حضرت موسٰی علیہ السّلام کے دو حلیے نہیں بتلائے بلکہ وہ حلیہ ایک ہی ہے کیونکہ بخاری کتاب بدء الخلق میں حلیہ حضرت موسٰی علیہ السلام کا یہ بیان کیا ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ اُسری بی لقیت موسٰی قال فنعتہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب

رجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ

اور جو حدیث کتاب ذکر للانبیاء میں آئی ہے تو اس میں بھی اسراء کا ذکر ہے اس میں آپ فرماتے ہیں۔ رأیت موسیٰ واذا ھو رجل ضرب رجل کانہ من رجال شنوءۃ پس آپ نے چونکہ حضرت موسیٰ کو معراج ہی میں دیکھا ہے اور اسی نظارہ کے مطابق حلیہ بتایا ہے۔ اس لئے آپ کے بیان میں اختلاف نہیں ہو سکتا بلکہ لفظوں کا مختلف ہونا راویوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے قرار دینا پڑے گا اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ان بیانوں میں اختلاف نہیں ہے بلکہ ملتے جلتے ہیں نیز دو حدیثوں میں حضرت موسیٰ کی تشبیہ رجال شنوءۃ کے ساتھ دیگئی ہے یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ہی ہیں پھر ایک حدیث میں مضطرب اور ایک میں ضرب اور ایک میں طوال اور جسیم آیا ہے ان سب کے معنے قریباً ایک ہیں کیونکہ ضرب کے معنے صحاح میں یہ لکھے ہیں الضرب الرجل الخفیف اللحم قال طرفۃ

انا الرجل الضرب الذی تعرفونہ
خشاش کراس الحیۃ المتوقد
ویقال الضرب = الاسراع فی المشی

اور نہایۃ ابن الاثیر میں ہے۔ الضرب فی صفۃ موسیٰ علیہ السلام انہ ضرب من الرجال ھو الخفیف اللحم الممشوق المستدق وفی روایۃ فاذا رجل مضطرب رجل الراس ھو مفتعل من الضرب والطاء بدل من تاء الافتعال ومنہ فی صفۃ الدجال طوال ضرب من الرجال۔ پس ان حوالوں کی رو سے یہ ثابت ہو گیا کہ جسیم اور طوال اور ضرب اور مضطرب قریباً ایک ہی معنے رکھتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ ایک حدیث میں جعد کا لفظ آیا ہے اور دوسری حدیث میں رجل الراس کا آیا ہے تو اس کے بھی دو جواب ہیں

پہلا جواب کہ جعد کے معنے اگر گھنگر والے بال لئے جائیں تو رجل الراس کے معنے ہم کہینگے کہ کنگھی کئے ہوئے بال ہیں یعنی ہیں گھنگر والے لیکن ان کو

کنگھی کی ہوئی تھی کیونکہ ترجّل کے معنے لغت اور محاورات عرب اور احادیث میں کنگھی کرنے کے آتے ہیں جیساکہ بخاری و مسلم میں آیا ہے کان رسول اللہ یحب التیمن فی ترجلہ الحدیث آپ اپنی کنگھی کرنے میں بھی دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب سمجھتے تھے پس اس طرح پر کوئی اشکال باقی نہ رہا +

دوسرا جواب فتح الباری والے نے جعد اور رجل الراس کے درمیان اور جسیم اور طوال کے درمیان خود مطابقت وہی ہے لکھتے ہیں "ان المراد بالجسیم فی صفۃ موسیٰ علیہ السلام الزیادۃ فی الطول ویؤیدہ قولہ فی الروایۃ التی بعد ھٰذہ کانہ من رجال الزط وھم طوال غیر غلاظ وقع فی حدیث الاسراء وھو فی بدء الخلق رأیت موسیٰ جعد اطوالا واستنکرہ الداودی فقال لا اراہ محفوظا لان الطویل لا یوصف بالجعد وتعقّب بانھما لا تنافیان وقال النووی الجعودۃ فی صفۃ موسیٰ جعودۃ الجسم وھو اکتنازہ واجتماعہ لا جعودۃ الشعر لانہ جاء انہ کان رجل الشعر" ترجمہ۔ کہ مراد جسیم ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی صفۃ میں آیا ہے زیادۃ فی الطول ہے اور اس کے بعد کی روایت اسی کی تائید کرتی ہے گویا کہ وہ زط مردوں سے ہے اور زط لمبے ہوتے ہیں۔ موٹے نہیں ہوتے اور حدیث اسراء جو بدئ الخلق میں آتی ہے اس میں موسیٰ کا حلیہ جعد اطوالا آیا ہے اور داودی نے اس کو منکر سمجھا ہے اس نے کہا ہے کہ میں اس حدیث کو محفوظ نہیں خیال کرتا کیونکہ طویل موصوف بالجعد نہیں ہوتا اور پھر اس نے بعد میں کہا ہے کہ طویل اور موصوف بالجعد ہونا متنافی نہیں ہیں۔ نووی نے کہا ہے کہ جعودۃ جو صفت موسیٰ میں ہے اس سے مراد جعودۃ جسم کی ہے یعنی جسم کا سخت اور مجتمع الخلق ہونا جعودۃ شعر مراد نہیں ہے کیونکہ اسکے متعلق آچکا ہے کہ آپ رجل الشعر تھے پس معترض کا اعتراض کہ ایک حدیث میں جعد کا لفظ آیا ہے اور دوسرے میں رجل الشعر مذکور بالا حوالہ سے اُڑ جاتا ہے غرض حضرت موسیٰ کو چونکہ ایک ہی جگہ آپ نے دیکھا ہے اس واسطے وہ دو نہیں ہو سکتے +

جواب دوم جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی جگہ دیکھا ہے تو حضرت عیسیٰ بھی

ان کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کو دو جگہ دیکھا ہے ایک تو اسراء کی رات میں اور دوسری دفعہ کعبہ کے ارد گرد طواف کرتے ہوئے اور دونو کے حلیے بھی علیحدہ بتائے ہیں +

کتاب ذکر الانبیاء میں جو حدیث آئی ہے اس میں لکھا ہے فاذا ھو رجل ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس اور کتاب بدء الخلق میں عن مجاھد عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رائیت عیسیٰ وموسیٰ وابراھیم فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر پھر آیا ہے قال عبداللہ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... وارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما یری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر راسہ ماء واضعا یدیہ علی منکبین رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح ابن مریم ثم رائیت رجلا وراءہ جعد اقطط اعور العین الیمنٰی کاشبہ من رائیت بابن قطن واضعا یدیہ علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا المسیح الدجال (رواہ البخاری) + پس ابن مریم کو آپ نے دو جگہ پر دیکھا ہے ایک تو اسراء میں یعنی ان انبیاء میں جو کہ مر چکے ہوئے ہیں یعنی مردوں میں دیکھا ہے اور اس کا حلیہ آپ نے احمر اور ربعۃ فرمایا ہے اور دوسری دفعہ ابن مریم کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا ہے اور اس کے ساتھ دجّال کو طواف کرتے دیکھا ہے تو وہ اس ابن مریم کا حلیہ بتایا ہے جس نے دجّال کو قتل کرنے کے لئے آنا تھا۔ اس ابن مریم کے حلیہ میں آدم کا لفظ ہی ہے جس کے معنے گندمی رنگ کے ہیں اور اسکے بالوں کا حلیہ سبط یعنی سیدھے بالوں والا جو کہ گھنگروالے نہ ہوں بتایا ہے اور وہ ابن مریم جسے اسراء کی رات میں فوت شدہ انبیاء کے زمرہ میں دیکھا ہے اُس کا حلیہ آپ نے ربعۃ احمر یعنی میانہ قد اور سُرخ رنگ کا فرمایا ہے اور عروہ بن مسعود کے ساتھ آپ نے دونوں ابن مریم کی مشابہت نہیں دی بلکہ اس ابن مریم کی جو کہ آیندہ آنے والا تھا جیسے کہ مسلم میں آیا ہے فیخرج الدجّال فیمکث اربعین لا ادری اربعین یوما اوشھرا او عاما فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کانہ عروۃ ابن مسعود (رواہ مسلم) یعنی دجّال نکلے گا اور زمین میں چالیس یوم ٹھہرے گا۔ راوی کہتا ہے میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا مہینے یا سال فرمایا پھر خدا تعالےٰ عیسےٰ ابن مریم کو بھیجے گا اور اسکی شکل

عروہ بن مسعود کی سی ہوگی اور جس کو آپ نے اسراء کی رات میں دیکھا ہے اسکی مشابہت عروہ کے ساتھ نہیں دی۔ پس امام بخاری کا جو رئیس المحدثین ہیں اس باب میں ابن مریم کے حلیہ میں جسکو آپ نے اسراء کی رات میں دیکھا۔ ربعۃ احمر کا لفظ لانا اور جسکو دجال کے ساتھ طواف کرتے دیکھا اُسکے حلیہ میں آدم کا لفظ لانا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ ابن مریم دو ہیں کیونکہ اختلاف حلیتین دو شخصوں پر دلالت کرتا ہے اور جو معترض نے تطبیق دی ہے کہ عین صحت اور خوشی کی حالت میں ہو تو گندم گوں رنگ بھی احمر دکھائی دیتا ہے اور جب طبیعت غم اور فکر میں ہو تو سرخی سفیدی مائل ہو جاتا ہے اور بال کبھی لمبے ہوتے ہیں کبھی گھنگر والے غلط ہے اور کذب صریح ہے کیونکہ گھنگر والے بال کبھی سیدھے نہیں ہوتے۔ اور جو رنگ کے متعلق کہا ہے کہ دونو ایک آدمی میں دو وقتوں میں جمع ہو سکتے ہیں غلط ہے کیونکہ بخاری میں آیا ہے عن سالم عن ابیہ قال لا واللہ ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم الخ پس اگر احمر اور آدم رنگ ایک ہی ہوتے تو سالم کا باپ اس شخص کو جس نے آیندہ آنیوالے مسیح کے متعلق احمر کا لفظ استعمال کیا قسم کھا کر نہ بتاتی کہ آنے والے مسیح کے لئے احمر کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ آدم کا فرمایا ہے۔ پھر یہ معترض صاحب کے کاذب ہونیکا کافی ثبوت ہے کہ مسیح بنی اسرائیلی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میں دجال کو قتل کرنے آؤنگا حالانکہ دجال کے ساتھ جہاں کہیں ذکر آیا تو اسی مسیح کا جو کہ آیندہ آنے والا تھا جس کے حلیہ میں آدم کا لفظ فرمایا۔ جو مسیح بنی اسرائیل کا غیر تھا + یہ اعتراض کہ مرزا صاحب کا حج نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب مسیح نہیں بالکل غلط ہے یہ معترض اتنا بھی نہیں سمجھا کہ اگر اس حدیث کی رو سے مسیح نے بیت اللہ کا طواف ظاہری کرنا تھا تو ساتھ ہی دجال کا طواف بھی لازم آتا ہے کیونکہ دجال کو بھی آپ نے مسیح کے آگے آگے طواف کرتے دیکھا ہے اور حالانکہ دجال کے متعلق رسول کریم فرماتے ہیں کہ دجال کا مکہ میں دخول نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں آتا ہے +

”انی مخبرکم عنی انا المسیح الدجال وانی یوشک ان یؤذن لی فاخرج فاسیر فی الارض فلا ادع قریۃ الا ھبطتھا فی اربعین لیلۃ غیر مکۃ وطیبۃ ھما محرمتان علی کلتاھما

بنفسہ

كلما اردت ان ادخل واحدا منهما استقبلني ملك بيده السيف صلتا يصد عنها (رواہ مسلم) ترجمہ - میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح الدجال ہوں اور جب مجھے خروج کا اذن دیا جائیگا تو میں زمین میں سیر کرونگا۔ میرا نزول اور ہبوط ہر ایک بستی پر ہوگا چالیس رات میں سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ وہ دونو مجھ پر حرام ہیں جب کبھی میں ان میں سے کسی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں تو آگے سے مجھے ایک فرشتہ جسکے ہاتھ میں تلوار کھچی ہے ملتا ہے جو مجھے ان میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔

پس جبکہ ازروئے حدیث دجال مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا تو بیت اللہ میں کیسے ہوسکے گا اور کس طرح طواف کرسکے گا۔ بیشک رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں نے دجال کو طواف کرتے دیکھا لیکن اس کے جب حقیقی معنے نہیں ہوسکتے تو لامحالہ مجازی معنے لئے جائینگے۔ پس ان دونو حدیثوں میں مطابقت کے لئے ہم بتاتے ہیں کہ بیت اللہ سے مُراد اسلام ہے اور دجال کا اس کے اردگرد گھومنا اسلام پر اعتراض اور اس پر حملے کرنا ہے اور مسیح کا اسکے پیچھے پیچھے طواف کرنا اسکے اعتراضوں کا دفعیہ اور جو حملے کہ وہ اسلام پر کریگا ان کا جواب دینا ہے۔ افسوس یہ اندھے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ بنی اسرائیلی مسیح کو دوبارہ لانے میں رسول کریمؐ کی ہتک لازم آتی ہے کیونکہ دوبارہ ہمیشہ اسی کو لایا جاتا ہے جس میں کوئی اعلیٰ صفت ہو۔

پس مسیح بنی اسرائیلی کے دوبارہ لانے سے یہ ثابت ہوگا کہ اس میں نعوذ باللہ رسول کریمؐ سے زیادہ قدوسیت اور روحانیت پائی جاتی ہے اور دجال جس کے فتنہ سے ہر ایک نبی اپنی قوم کو ڈراتا آیا ہے اس کے قتل کے لئے اسی کو دوبارہ بھیجنا موزون ہے اور غیر احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کی بھی ہتک ہے کیونکہ انکے اس عقیدہ (رسول کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا) کے مطابق حضرت عیسیٰ اُمتی بن کے آسکتے ہیں نبی نہیں ہوسکتے۔ یعنی نبوت جو انعام کا اعلےٰ درجہ ہے اس سے مسیح کو ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ پس اے لوگو اگر عقل رکھتے ہو تو غور سے سوچو اور دونو نبیوں کی ہتک مت کرو۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

جلال الدین احمدی مولوی فاضل (سیکھوانی)

قادیان

چند سوالات کے جواب

از مولانا غلام رسول فاضل راجیکی

سوال نمبرا۔ آیت فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین میں لفظ مع الذین ہے نہ من الذین۔ پس مع کو من کے معنوں میں لے کر اپنی مطلب براری کرنا ٹھیک نہیں۔

جواب۔ مع من کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے لیے ذیل کی قرآنی آیات کو ملاحظہ فرماویں۔ (۱) ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاولئک مع المؤمنین (پ ۵۔ آخری رکوع) اب دیکھو اس آیت میں مع بمعنے من ہی ہے۔ کیونکہ مع کو اس جگہ غیر من کے معنوں میں لینا کسی طرح سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ (۲) فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس ابی ان یکون مع السٰجدین۔ (سورہ حجر رکوع ۳) دوسری جگہ سورۃ اعراف رکوع ۲ میں فرمایا۔ فسجدوا الا ابلیس لم یکن من السٰجدین۔ دیکھو مع السٰجدین میں مع کی من السٰجدین کے من سے تصریح کر دی گئی مع کے معنے اس جگہ من ہی کے ہیں اور یہ کہ مع۔ من کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۳) والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ والذین اٰمنوا من بعد و ھاجروا وجاھدوا معکم فاولئک منکم (سورہ انفال آخری رکوع) اب دیکھو اس آیت کا آخری فقرہ۔ اور غور کرو کہ معکم کو منکم کے معنوں میں استعمال فرما کر مع کو من کے معنوں میں کس صفائی سے پیش کیا پس جس طرح ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ مع۔ من کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اسی طرح آیۃ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین کے فقرہ مع الذین کے مع کو من کے معنوں میں سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ توفنا مع الابرار کے یہ معنے ہونگے کہ جس جس جگہ اور جس جس وقت ابرار فوت ہوں ہم بھی اسی جگہ اور اسی وقت فوت ہو جائیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ معنے بالبداہت غلط ثابت ہیں۔ اور صحیح معنے یہی ہیں کہ ہم ابرار والی پاک موت سے فوت ہوں اور ہمارا خاتمہ پاک موت کے ساتھ ایمان پر ہو جیسے ابراروں کا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں بھی ابرار بنا۔ اور

موت بھی ابرار والی نصیب فرما۔

سوال نمبر ۲۔ حدیث میں لفظ مسیح ابن مریم لکھا ہے۔ نہ کہ مثیل ابن مریم۔

جواب۔ اسی اشکال کے رفع کی غرض سے ساتھ ہی آنحضرت صلعم نے اماممکم منکم کا فقرہ بیان فرمایا۔ کہ کہیں ابن مریم سے پہلا مسیح نہ سمجھ لینا۔ بلکہ ابن مریم سے مراد تمہارا وہ امام ہے۔ جو تم میں سے ہی ہوگا یعنی مسیح محمدی ہوگا نہ مسیح اسرائیلی۔

سوال نمبر ۳۔ مسیح موعود اگر مرزا صاحب ہیں۔ تو یکسر الصلیب اور یقتل الخنزیر کے مطابق انہوں نے کسر صلیب اور قتل خنزیر نہیں کیا۔

جواب۔ اسی حدیث میں جہاں یکسر الصلیب اور یقتل الخنزیر لکھا ہے وہاں ہی یضع الجزیہ اور دوسری روایت میں یضع الحرب بھی لکھا ہے پس جس طرح کا قتل خنزیر اور کسر صلیب یضع الحرب کے معنوں میں مناسبت رکھتا تھا اس طرح سے تو آپ سے ظہور میں آگیا۔ جیسے کہ اس کی تصدیق آیۃ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ۔ اور آیت ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً سے بھی ظاہر ہے۔ کسر صلیب آیت اول کے مطابق اور قتل خنزیر آیت دوم کے معنوں میں۔ نمونہ کے لئے دیکھو ہلاکت ڈوئی۔ لیکھرام۔ آتھم وغیرہ۔ اور عام طور پر عام لوگوں کی ہلاکت کا نمونہ دیکھو مختلف عذابوں سے (طاعون۔ ہیضہ۔ زلازل۔ جنگ وغیرہ سے)

سوال نمبر ۴۔ لفظ الخنزیر جو حدیث میں مذکور ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ جعل منھم القردۃ والخنازیر الخ کے ارشاد قرآنی سے مطلب صاف ہو جاتا ہے۔ کہ خنزیر صفت لوگوں کو خنزیر کہا گیا۔

سوال نمبر ۵۔ مرزا صاحب ؑ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اس کا انیس ۱۹ سو سال تک مخفی رہنا اور آج اس سے مرزا صاحب ؑ کا مطلع ہونا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب۔ یہ عجائبات قدرت ہیں اور ظاہر ہے کہ عجائبات اپنی قدرت اور خصوصیت کی وجہ سے ہی عجائبات کہلا سکتے ہیں۔ پس مسیح کی قبر کا آج انیس سو سال کے بعد اسی زمانہ میں حضرت مرزا صاحب ؑ کے ذریعہ ظاہر ہونا یہ امر بھی عجائبات سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عجیب حکمتوں سے کہ اس نے اصحاب کہف

کی طرح اس امر کو ایک مدت دراز تک پوشیدہ رکھا اور باوجود قبر کے موجود ہونے کے اس کی کیفیت اور حقیقت پر کئی صدیوں تک کسی کو مطلع نہ ہونے دیا۔ اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس راز کو آ کھولا۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کی یہ خصوصیت اسی طرح سے ہے جیسے کہ آنحضرتؐ نے حضرت موسیٰؑ کی قبر کی متعلق انیس سو سال کے بعد اطلاع دی۔ اور فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر ایک کثیب احمر یعنے ایک سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔ حالانکہ موسےٰؑ کی قبر کے متعلق یہاں تک لاعلمی تھی۔ کہ توراۃ میں بھی اس لاعلمی کا تذکرہ موجود ہے۔ کہ موسےٰؑ خدا کا بندہ مرگیا اور آج تک اس کی قبر کو کوئی نہیں جانتا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی قبر کے متعلق علم ظاہر کیا سو جیسے موسیٰؑ کی قبر کا علم مثیل موسےٰؑ یعنی آنحضرتؐ کے ذریعہ ہوا۔ اسی طرح اور اتنی ہی مدت کے فاصلہ کے بعد عیسیٰؑ کی قبر کا علم اور انکشاف مثیل عیسیٰ یعنے حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ اور جس طرح موسےٰؑ کی قبر کا پتہ کثیب احمر یعنی سرخ ٹیلے کے پاس بتایا گیا اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی قبر کا پتہ واوینا ھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین کی قرآنی آیۃ سے کشمیر کے ٹیلہ کے پاس بتایا گیا ہے۔

سوال دونوں نبیوں کی قبر کی گمشدگی میں اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ جب ان کے پیروان کے پاس ان کی قبر کا نشان اور علم تک نہیں رہا تو ان کی شریعت اور مذہب کا صحیح علم اور نشان ان کے پاس کہاں رہا۔ پھر جس طرح ان دونوں کی قبر کا نشان اور پتہ انکے دو مثیل نبیوں کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ اسی طرح ان کے اصل مذہب کی حقیقت بھی انہی کی معرفت ظہور میں آنے والی ہے۔ فتدبروا۔

ووکنگ مشن والوں کا اسلام

ہمارے احمدیہ بلڈنگز لاہور کے یکحفوں کو اپنے ووکنگ مشن پر ناز ہے انہیں کس قسم کے اسلام کی تبلیغ ہوتی ہے اس بات کو جانے دیجئے۔ کہ وہاں احمدیت کا ذکر بھی فرقہ بندی کی وجہ سے سم قاتل ہے۔ خالص اسلام جو نومسلموں کو سکھایا جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر جو رسالہ اشاعت اسلام اردو ماہ جولائی صفحہ ۱۱۶ سے لیا گیا ہے:۔

"آپ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کبھی کسی بت پرست کو کافر بھی نہیں کہتے

تھے جب تک کہ حق اس کے کان تک نہ پہنچ جائے ... ... حضرت ابراہیمؑ کی دعا ربِّ اغفرلی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب رسول کریمؐ اور ان کے پیرو اکثر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم کے والدین بت پرست تھے اور اسی طرح حضرت محمد صلعم۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابوبکرؓ اور دیگر دس ہزار مسلمانوں کے والدین بت پرست تھے۔ تاہم ان کے لئے اسی طرح دعا مانگی جاتی تھی جس طرح کسی مسلمان کے لئے تاکہ اللہ قیامت میں انہیں بھی بخش دے"۔

پہلے فقرے کے متعلق تو میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ چلو چھٹی ہوئی پہلے تو کہا جاتا تھا کہ کافر کہلانے سے بچنے کے لئے لا الٰہ الا اللہ پڑھنا کافی ہے۔ مگر اب بت پرست ہو تو بھی کافر نہیں۔

دوسری بات کہ مشرک والدین کے لئے اسی طرح دعا مغفرت کی جاتی تھی جس طرح مسلم والدین کے لئے اور یہ کام دس ہزار مسلمان صحابہؓ کرتے تھے بالکل غلط ہے قرآن کریم کی آیت میں صریحاً اس کی ممانعت ہے :۔

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔ (پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۴)

"نہ تو نبی کریمؐ کو جائز ہے۔ نہ مومنوں کو اجازت ہے۔ کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔ خواہ وہ کیسے ہی قریبی ہوں۔ جب یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ (مشرک والدین اقرباء) دوزخی ہیں"۔

تعجب ہے کہ اس حکم کی موجودگی میں نہ صرف خود خلاف ورزی کا اعلان کیا جاتا ہے بلکہ صحابہ کرامؓ پر بھی الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کے احکام کی مخالفت کرتے تھے حالانکہ ان کا دامن اس سے بالکل پاک ہے۔ شرک اور بت پرستی کے لئے تو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثماً عظیماً۔ (پارہ ۵۔ رکوع ۴) وارد تنزیل ہے یعنی خدا تعالےٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ پھر اس کے متعلق رواداری کے کیا معنے؟ خدا تعالیٰ اسلام کو ایسے نادان دوستوں سے بچائے جو اس کے اصولی مسایل پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگ گئے +

بقایا دار اپنا بقایا صاف کریں

شیعہ نے غلط حوالہ دیا

ہمارے دوست منشی خادم حسین صاحب نے سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری سے دریافت کیا تھا۔ کہ بخاری میں کس جگہ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلم و دوات طلب کرنے پر کہا تھا۔ کہ "یہ شخص ہذیان بک رہا ہے"۔ زنگی پوری تو خاموش رہا۔ البتہ رسالہ اصلاح کھجوہ نے نمبر ۵ میں صفحہ ۲۸ پر یہ عبارت شایع کی:-

"دیکھئے رسول اللہ نے بوقت انتقال فرمایا تھا۔ کہ لاؤ قلم و دوات کو وصیت نامہ لکھدیں۔ تا پھر کوئی گمراہ نہ ہو۔ عمرؓ نے کہا یہ **شخص** غلبۂ درد سے **ہذیان بک رہا ہے**۔ کتاب خدا ہم کو کافی ہے۔ جس پر وہاں شور و غل ہوا......."

(دیکھو صحیح البخاری کتاب المرضی صفحہ ۸۴۶ مطبوعہ دہلی)

صحیح البخاری کھول کر دیکھ لیجئے۔ وہاں یہ ہے:-

قال عمر ان النبي قد غلب عليه الوجع و عندكم القران حسبنا كتاب الله فاختلف اهل البيت ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریمؐ پر تکلیف کا غلبہ ہے تمہارا پاس قرآن کریم ہے۔ اور اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے۔ یعنے حضورؐ کو تکلیف نہ دیجائے۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ نے شدت محبت رسول اللہ میں یہ فرمایا کہ حضور کسی قسم کی تکلیف گوارا نہ کریں۔ آرام فرمائیں۔ لیکن اصلاح کا فاضل اور دیانتدار ایڈیٹر کتاب المرضی بخاری کا حوالہ دے کر لکھتا ہے:-

"یہ شخص غلبۂ درد سے ہذیان بک رہا ہے"۔

سوال یہ ہے کہ "**ہذیان بک رہا ہے**" کس لفظ یا فقرے کا ترجمہ ہے۔ مذہبی دنیا میں بد دیانتی نہایت ہی مکروہ ہے۔ ہمارا افسوس بجا ہے اگر بعض شیعہ حضرات مباحثات و مناظرات میں مذہب کی اصل غرض صداقت و ایمانداری کو بھول جاتے ہوں۔

احباب جماعت ایکہزار روپیہ اور ۵۰۰ خریدار مہیا کرنیکی اپیل پر نظر الطاف فرمادیں

"خانصاحب شیخ عبدالعزیز" (بی۔اے)

گزشتہ چھ سال نہائت مصیبت اور ابتلا کے ایام تھے۔ پہلے جرمنی سے جنگ رہی پھر پنجاب میں شورش ہوگئی اور معاً کابل سے جنگ چھڑ گئی عوام الناس اور متوسط درجہ کے لکھے پڑھے لوگوں میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری و اطاعت شعاری کے خیالات پھیلانے میں جو خدمات خانصاحب شیخ عبدالعزیز بی۔اے۔ نے کی ہیں وہ کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ نہ صرف اخبار حق بلکہ مختلف معلوں اشتہاروں اور مضمونوں کے ذریعہ یہ ذہن نشین کر دیا کہ اس گورنمنٹ سے بہتر عادل گورنمنٹ نہیں اور اسی کے زیر سایہ ہم ہر قسم کی ترقی کر سکتے ہیں۔ آپ نے شورش کے ایام میں رولٹ ایکٹ کی تشریح شایع کی۔ جس کا بہت فائدہ ہوا۔ پھر کابل سے جنگ چھڑ جانے پر برطانیہ و افغانستان کے سیاسی تعلقات پر کتاب لکھی جو سررشتہ تعلیم کی کتابوں کی تقطیع پر نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھپی ہے اور پبلسٹی کمیٹی لاہور سے ۶؍ پر مل سکتی ہے۔ اس کتاب نے بھی افغانستانی و سرحدی معاملات سمجھنے میں پبلک کو بہت مدد دی اور ہر ایک طرح پر امن قائم رہا۔ چونکہ احمدی جماعت کا بھی یہی مسلک ہے اس لئے "خانصاحب" موصوف ہمارے ڈبل شکریہ کے مستحق ہیں۔

امن کی قدر کرو

خدا تعالیٰ کی بیشمار نعمتوں میں سے جو اس نے ہم پر مبذول فرمائی ہیں ایک امن بھی ہے جس کی قدر کرنے میں اگر پہلے ہم نے کوتاہی کی۔ تو اب جنگ و شورش کے بعد ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ گزشتہ چند سال میں امن عالم میں خلل آ جانے سے بعض اشیاء جو ہر روز گھروں میں زیر استعمال رہتی ہیں بالکل نایاب ہو گئی ہیں۔ مثلاً رنگ جس کی ہم کچھ حقیقت ہی نہ سمجھتے تھے۔ اب ۶۰ روپیہ پونڈ ملنا بھی بسا غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی کہ جب ولایتی رنگ ملنے میں دقت ہوئی تو ہندوستانی دماغوں کی ایجاد نے نہ صرف ہمارا کام چلا دیا بلکہ جو اس سے متمتع ہوئے انہیں محسوس بھی نہ ہونے دیا کہ آجکل فلاں رنگ نہیں ملتا کیونکہ ہر قسم کے یہ رنگ قیمت میں بھی ان سے سستے ہیں (دس روپیہ پونڈ) اور اپنے اثرات کے اعتبار سے بھی اگر بڑھ کر نہ کہیں تو برابر ضرور ہیں۔ میں نے دیکھ لیا آپ بھی مینیجر دستکاری دہلی سے منگوا کر تصدیق فرمالیں ایسا ہی اور بہت سی چیزیں ہیں جن کی نسبت بعض لوگوں کو کبھی خیال بھی نہ آیا ہوگا کہ انکی دستیابی پر خدا کا شکر بجا لایا جائے اب جو نہیں ملتیں تو انکی قدر یاد آتی ہے اور ہمیں خدا کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم ؕ

ہم اور ہمارے مخالفین

ناظرین کرام! اس تشحیذ میں ایک مضمون "ان لمہدینا آیتین" کے عنوان سے پڑھینگے یہ "الفقیہ" کے جواب میں ہے۔ جس نے ظہور مہدی کے نشان کسوف خسوف ماہ رمضان پر اعتراض کیا ہے۔ دوسرا مضمون "اختلاف حلیتین" میاں پیر بخش صاحب پنشنر ہیڈ پوسٹ ماسٹر لاہور کے جواب میں ہے۔ جو پہلے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کے ٹریکٹوں کے جواب میں کبھی کبھی ٹریکٹ نکالتے تھے۔ اور اب مستقل طور سے ایک رسالہ "حیات مسیح" نکالتے ہیں۔ جس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے میرا خیال ہے۔ کہ احمدیہ لٹریچر میں پہلی دفعہ ہی اس کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے ابھی اس پر اور بھی لکھا جانا چاہیئے۔ تیسرے مخالف ہمارے ابو الوفاء مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث ہیں۔ آپنے ہر ہفتے کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کے علاوہ حال ہی میں دو رسالہ شایع کئے ہیں۔ ایک تاریخ مرزا جو ۴۴ صفحے حجم ۱؍ قیمت کا ایک رسالہ ہے۔ اس میں چند جستہ جستہ واقعات کا ذکر ایسے پیرائے میں کیا ہے کہ پڑھنے سننے والا سلسلہ احمدیہ کے امام علیہ السلام کی نسبت اچھے خیال نہ رکھ سکے۔ دوسرا رسالہ "نکاح مرزا" کے نام سے ۲۰ صفحے حجم ۲؍ قیمت کا ہے۔ جس میں دختر مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض ہیں۔ مونگھیری معاندین الگ رسالے شایع کر رہے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارے سامنے میدان کار کس قدر وسیع ہے۔ تشحیذ مقدور بھر کام کر رہا ہے۔ اور اب انشاء اللہ زیادہ تندہی سے اپنا فرض بجا لائے گا۔ آپ کو چاہیئے۔ کہ اس کی اشاعت توسیع اور فنڈ کو مستحکم کریں۔ تا پوری توجہ سے نہ صرف دشمنوں کے حملہ کی مدافعت کی جا سکے بلکہ کچھ ان پر قرض ہو جائے *

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

جس کا درد وہی جانتا ہے دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یوں تو کوئی بھی ایسا مرض نہیں۔ جس کی تکلیف سے مریض نالاں و پریشان نہ ہو۔ لیکن افسوس بد قسمتی سے دمہ کے مریض خاص کر ناقابل برداشت تکلیف سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکل جاتے ہیں اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے دیکھئے آج انکو کسقدر تکلیف ہے لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا جو زیادہ تر نشیلی اشیاء دھتورہ بھنگ بلاڈونا پوٹاس اوڈائڈ وغیرہ سے بنتی ہیں اس سے فائدہ تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے ڈاکٹر ایس کے برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی ہے دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پا کر شاہد ہیں آپ نے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا لیکن اگر ایک مرتبہ اسے بھی آزمائیں اسمیں نقصان نہیں۔ اس دوا کے دو خاص فائدے ہیں (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے اور (۲) کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا رہتا ہے جب تک استعمال میں ہے دورہ نہیں ہوتا ہے

درد سر و ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد جیسے ٹپک چمک ٹیس کنکنی وغیرہ سے چاہے جس قدر تکلیف ہو اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی ایسا ہی فائدہ ہے نصف سر میں یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے فوراً جاتا رہتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو ڈوبا جاتا ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی ۸؍ محصول ڈاک ایک سے ۴ شیشی تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی جلدی بیماری کی دوا

یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ولایتی ہسپتال کی تجربہ کی ہوئی دوائیوں سے بنایا گیا ہے اس سے ہر اقسام کی جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی چھاجن اکپس وغیرہ رفع ہوتے ہیں۔ برص سے خراب ہوئے چمڑے میں بھی یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے۔ مگر اس حالت میں تیل لگانے سے پورا فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اس وجہ سے تیل لگانے کے ساتھ ہی خون صاف کرنیوالی دوا ایڈوڈائیزڈ سالسا بھی حسب ہدایت استعمال کرنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۸؍ محصول ڈاک ایک سے ۴ تک سالسا قیمت ۱؍ محصول ۶؍

ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ